اللہ تبارک وتعالیٰ کا قانونِ اِمہال

پروفیسر توقیر عالم فلاحی ☆

دنیائے آب وگِل میں مجموعی طور پر دو طرح کے لوگ ہیں۔ ایک قسم ان مبارک افراد کی ہے جو اپنے پروردگار کی معرفت رکھتے ہیں اور اسی کے ہوکر رہنے کا عزم کرلیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ موت کے بعد کی زندگی میں ان کے جذبہ وعمل کو اجرِ عظیم کی شکل میں قبولیت کا درجہ دیتا ہے اور ایسے ہی لوگوں پر اس دنیا میں بھی اس کا قانونِ انعام واکرام لاگو ہوتا ہے۔ دوسرے وہ لوگ ہیں جو اپنے خالق ومالک کی معرفت سے محروم ہیں اور زندگی کی باگیں اپنے نفس کے حوالے کرکے دنیا میں بڑی بےفکری کے ساتھ جیتے ہیں۔ موت کے بعد کی زندگی میں ایسے محروم القسمت افراد کے لیے اللہ تعالیٰ کی جانب سے کوئی نظرِ عنایت نہیں ہوگی اور اس دنیا کے اندر بھی ان کو ذلت ومحرومی سے سابقہ پڑتا ہے۔

مذکورِ اوّل گروہِ انسانی میں ایسے افراد بھی ہیں جو باوجودیکہ متقی وپرہیزگار ہیں لیکن ان کی زندگی میں آرام وراحت نصیب نہیں ہے اور مصائب وشدائد ان کا پیچھا نہیں چھوڑتے۔ ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ آزمائشوں کی بھٹیوں میں رکھ کر ان کے درجات کو بلند کرنا چاہتا ہے اور اپنا ساتھی ورفیق بنالیتا ہے۔ طبقہ ثانی کے افراد میں کفروشرک کی غلاظتوں میں ملوث اور شروفساد کے علمبردار لوگ ہیں، جن کی دنیا میں بہت بڑی تعداد ہے، جو مال ودولت کے لحاظ سے بہت بڑھے ہوتے ہیں، اقتدار ان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور نفری قوت کے بھی وہ مالک ہوتے ہیں۔

مال وزر کے پجاریوں، منصب واقتدار کے متوالوں اور بغاوت وسرکشی کے ان نقیبوں کے تئیں نہ تو یہ غلط فہمی ہونی چاہیے کہ یہ خوشگوار حالات اللہ کی رضا اور خوشنودی کا ثبوت اور مظہر ہیں اور نہ ہی یہ غلط فہمی ہونی چاہیے کہ 'نعوذ باللہ' اللہ تعالیٰ اپنے گھر میں سرکشوں، جابروں اور باغیوں کو پنپتے ہوئے دیکھ رہا ہے، لیکن وہ ان کے خلاف کارروائی کرنے میں متذبذب ہے، یا یہ کہ کسی قسم کی مجبوری اس کی کارروائی میں مانع ومزاحم ہے۔ حالانکہ ان دونوں باتوں میں سے کوئی بات صداقت پر مبنی نہیں ہے۔ یقیناً یہ بات درست ہے کہ ایک انسان اللہ کی زمین پر رہتا ہے اور اسی کی مہیا کی گئی آسمانی چھت کے نیچے محفوظ ومامون ہے اور اس کے علاوہ اللہ کی ودیعت کردہ دوسری تمام نعمتوں سے بھی وہ بہرہ ور ہورہا ہے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ وہ ہر لمحہ اور ہر لحظہ اس کی شکرگزاری میں گزاردیتا، لیکن وہ کفروشرک اور بغاوت وسرکشی کو اپنا شیوہ بناکر اپنی زندگی گزارتا ہے۔ اس کے باوجود اگر وہ

☆ ایسوسی ایٹ پروفیسر شعبۂ دینیات (سنی) علی گڑھ مسلم یونیورسٹی، علی گڑھ towqueer@yahoo.in

اس کے عتاب سے بچا ہوا ہے تو اس کا مطلب یہ قطعاً نہیں ہے کہ اللہ کے فیصلۂ عتاب وعذاب کے لیے کوئی مجبوری حائل ہے' بلکہ وہ الملک' المہیمن' العزیز' الجبار اور المتکبّر ہے(۱)۔ آسمان وزمین کی ساری چیزیں اس کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہیں(۲)۔ آسمان وزمین کے تمام مخفی احوال کا اسے علم ہے(۳)۔ وہ اپنے بندوں کے تمام کھلے چھپے سے پوری طرح باخبر ہے(۴)۔ وہ اپنے بندوں کے معاملات پر پوری طرح قادر اور ان کے احوال سے پوری طرح باخبر ہے۔(۵) آسمان وزمین کا پیدا کرنے والا بھی وہی ہے(۶) اور آسمان وزمین اور ان کے مابین تمام موجودات ومخلوقات کا مالک ومربّی اور بادشاہ حقیقی بھی وہی ہے(۷)۔ وہ عرش پر متمکّن ہے اور اپنی ایک ایک مخلوق کی ضرورت' حالت اور کیفیت سے پوری طرح باخبر ہو کر تدبیر سلطنت کے فرائض انجام دے رہا ہے(۸)۔

وہ جس طرح چاہتا ہے' جب چاہتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے' راہیں ہموار کر دیتا ہے اور جس کے لیے جب چاہتا ہے راہیں مسدود کر دیتا ہے۔ ساری کائنات اس کی جاگیر وسلطنت ہے اور وہ سلطنت کا مکمل طور پر مالک وحاکم ہے۔ دنیا کے سارے ذرائع ووسائل اور تدابیر وطریقے مل کر بھی کسی نقصان کو ٹالنا چاہیں تو یہ ممکن نہیں' اور دنیا کے سارے لوگ' ساری قوت اور پوری دنیا کے بااقتدار لوگ اگر کسی کو کسی نفع سے محروم کرنا چاہیں تو یہ بھی ناممکن ہے۔(۹) اللہ اپنا فیصلہ نافذ کرنے کے لیے کسی کا محتاج نہیں اور اس کا ہر فیصلہ کُن فَیکون(۱۰) کے مطابق ہوتا ہے۔ آسمان وزمین کی مخلوق اس کا لشکر ہے اور اپنے جس لشکر کو جس وقت چاہے استعمال کر کے کسی فرد' کسی جماعت' کسی قوم اور کسی ملک کا صفایا کر دے' لیکن وہ حکیم بھی ہے' اس کا ہر کام حکمت سے پُر ہوتا ہے۔ یہ ارشادِ ربانی اللہ تعالیٰ کے قہر وجلال اور اس کی حکمت ودانائی کی پوری تصویر کشی کرتا ہے:

﴿وَلِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا ۝﴾ (الفتح)

''آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کے قبضہ قدرت میں ہیں' اور وہ زبردست اور حکیم ہے۔''

اللہ ربّ العزت کی شوکت وحشمت' اس کے قہر وجلال اور اس کی پوری کائنات پر بادشاہی واقتدار کے پیش نظر اس غلط فہمی کی قلعی کھل جاتی ہے کہ اللہ کے سرکشوں اور باغیوں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے میں کسی بھی طرح کی رکاوٹ یا مجبوری حائل ہے۔ چوں کہ وہ حکیم ہے اور وہ اچھی طرح باخبر ہے کہ کون سا فیصلہ کس بندے کے لیے کب کرنا ہے' چنانچہ وہ اپنی حکمت کے خلافِ شان کوئی کام نہیں کر سکتا۔

دوسرے یہ کہ وہ رحمان ورحیم ہے۔ یہ اس کی رحمت ہی کا تو مظہر ہے کہ سرکش بندوں کو بھی اس دارِ فانی میں ساری سہولتیں میسر کرتا ہے۔ اس کی رحمت کا ہی یہ درخشاں ثبوت ہے کہ پچاس ساٹھ سالہ زندگی میں ہزاروں غلطیاں اور گناہ صادر ہوتے ہیں اور اسی کے دیے ہوئے اَعضاء وجوارح اس کی تعلیمات وہدایات سے بغاوت میں استعمال ہوتے ہیں' لیکن قادرِ مطلق خدا صرف اس بنا پر اس کے اَعضاء اور جوارح کو شل نہیں کر دیتا' بینائی ختم نہیں کر دیتا' سماعت سے محروم نہیں کر دیتا' چلنے سے معذور نہیں بنا دیتا' کھانے پینے اور ہنسنے بولنے سے روک نہیں دیتا' کسی طوفان کے ذریعے زندگی کا ورق بند نہیں کر دیتا یا زمین کے نیچے دھنسا نہیں دیتا۔ اس کی رحمت کا ایک پہلو اور بھی ہے کہ ایک غلطی پر صرف اسی غلطی کا گناہ لکھا جاتا ہے اور ایسا شخص صرف اسی کی سزا کا مکلّف ہوتا ہے'

اور ایک اچھائی پر کم از کم دس گنا اور زیادہ سے زیادہ سات سو گنا بلکہ اخلاص اور حالات کے لحاظ سے اور بڑھا دینے کا وعدہ ہوتا ہے۔ یہ اس کی رحمت کا ہی جلوہ ہے کہ زندگی میں اگر کسی کو ستر (۷۰) سال ملے ہیں اور وہ مسلسل اپنے آقا و مربّی سے بغاوت کر رہا ہے' زندگی کے آخری لمحات میں بھی بشرطیکہ وہ موت کو نہیں دیکھ رہا ہے یا وہ بسترِ مرگ پر نہیں ہے' خلوصِ دل کے ساتھ تائب ہو جاتا ہے تو اللہ ربّ العزت اس کے تائب ہونے سے پہلے کی ساری بغاوتوں پر خطِ عفو پھیر دیتا ہے۔

اللہ ربِّ قدیر کی رحمت کا ایک اہم پہلو یہ ہے کہ وہ سالہا سال اور مدتِ دراز تک مہلت دیتا چلا جاتا ہے۔ ایک ماں سے ستر گنا محبت رکھنے والی ذات کے یہی شایانِ شان ہے کہ وہ مہلت پر مہلت دیتا چلا جائے۔ اس نے اپنے اوپر رحمت کو لازم کر لیا ہے[۱۱]۔ اس کا دامن رحمت بہت وسیع ہے[۱۲]۔ یہ اس کی شانِ رحیمی کے بالکل خلاف ہے کہ کوئی گناہ کرے' سرکشی و بغاوت کا رویہ اختیار کرے' یہاں تک کہ کفر و شرک کا داعی بن جائے اور فوراً اس پر گرفت کر لے۔ یہ آیت کریمہ اللہ تعالیٰ کے قانونِ امہال پر ناطق ثبوت ہے:

﴿وَرَبُّكَ الْغَنِيُّ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ وَيَسْتَخْلِفْ مِنْۢ بَعْدِكُمْ مَّا يَشَاۗءُ كَمَآ اَنْشَاَكُمْ مِّنْ ذُرِّيَّةِ قَوْمٍ اٰخَرِيْنَ ۝۱۳۳﴾ (الانعام)

''اور تمہارا رب بے نیاز ہے اور مہربانی اس کا شیوہ ہے۔ اگر وہ چاہے تو تم لوگوں کو ختم کر دے اور تمہاری جگہ دوسرے جن لوگوں کو چاہے لے آئے جس طرح اس نے تمہیں دوسرے لوگوں کی نسل سے اٹھایا ہے۔''

اُس کی شانِ رحمت اور غفاری کا تقاضا یہ ہے کہ ایک متعین مدت تک سرکشوں اور باغیوں کو مہلت دے۔ قرآن مجید میں اللہ ربّ العزت کی یہ حکمت و تدبیر اس طرح بیان کی گئی ہے:

﴿وَرَبُّكَ الْغَفُوْرُ ذُو الرَّحْمَةِ ۭ لَوْ يُؤَاخِذُهُمْ بِمَا كَسَبُوْا لَعَجَّلَ لَهُمُ الْعَذَابَ ۭ بَلْ لَّهُمْ مَّوْعِدٌ لَّنْ يَّجِدُوْا مِنْ دُوْنِهٖ مَوْىِٕلًا ۝۵۸﴾ (الکھف)

''اور تیرا رب بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم ہے۔ اگر وہ ان کے کرتوتوں پر انہیں پکڑنا چاہتا تو جلد ہی عذاب بھیج دیتا' مگر ان کے لیے وعدے کا ایک وقت مقرر ہے اور اس سے بچ کر بھاگ نکلنے کی یہ کوئی راہ نہ پائیں گے۔''

وقتِ موعود تک مہلت دینا اللہ ربّ العزت کی سنت ہے۔ ہاں اگر کوئی حد سے بڑھ جائے اور وقتِ موعود آ جائے تو پوری دنیا مل کر بھی اس کو ہلاکت سے بچا نہیں سکتی۔ ذیل کی آیت کریمہ میں یہی حقیقت ناطق ہے:

﴿وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِظُلْمِهِمْ مَّا تَرَكَ عَلَيْهَا مِنْ دَاۗبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۚ فَاِذَا جَاۗءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ ۝۶۱﴾ (النحل)

''اور اگر اللہ لوگوں کو ان کی زیادتی پر فوراً ہی پکڑ لیا کرتا تو روئے زمین پر کسی متنفس کو نہ چھوڑتا' لیکن وہ سب کو ایک وقت مقرر تک مہلت دیتا ہے۔ پھر جب وہ وقت آ جاتا ہے تو اس سے کوئی ایک گھڑی بھر بھی آگے پیچھے نہیں ہو سکتا۔''

مذکورہ بالا قرآنی تعلیمات اس حقیقت پر ثبوت ہیں کہ اللہ ربّ العزت اپنی رحمت کے تحت متعین وقت تک

لوگوں کو مہلت دیتا ہے تاکہ اپنی روش پر اصرار کرنے کے بجائے توبہ و استغفار کے ذریعے غفور و رحیم رب کی رحمت ومغفرت کا وہ مستحق ہوجائے۔

ایسے منکرینِ حق یا باغیانِ خدا جو کسی قیمت پر اپنی عقل وشعور کا استعمال نہیں کرتے' ضد اور ہٹ دھرمی ان کا شیوہ وشعار بن جاتا ہے۔ ایسے لوگ اگرچہ دنیوی زندگی بسر کرتے ہیں' انواع واقسام کے کھانے ان کے دسترخوانوں کی زینت بنتے ہیں اور ہر لحاظ سے ان کا معیارِ زندگی بلند معلوم ہوتا ہے' لیکن یہ صداقت اپنی جگہ مسلم ہے کہ اللہ ربّ العزت ایسے لوگوں کی رسّی دراز کرتا ہے تاکہ وہ سرکشی وبغاوت میں اندھے بنے رہیں (۱۳) یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے' قوتِ سماعت سلب کر لی جاتی ہے اور نگاہوں پر پردہ ڈال دیا جاتا ہے۔ (۱۴) گویا ان سے توفیقِ ہدایت چھن جاتی ہے اور بغاوت پر ضد واصرار کی بنا پر اللہ تبارک وتعالیٰ ان کو مہلت پر مہلت دیے چلا جاتا ہے' صرف اس لیے کہ وہ گناہ کے اعتبار سے بڑھ جائیں اور ان کے اعمال ان کی مکمل تباہی وبربادی پر حجت بن جائیں۔ قرآن مجید کی درج ذیل آیت میں ایسے دنیا پرستوں اور حُبِ مال وجاہ کے شیدائیوں کے لیے اللہ ربّ العزت کی منصوبہ بندی ظاہر وباہر ہے:

﴿وَلَا يَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ خَيْرٌ لِّاَنْفُسِهِمْ ۭ اِنَّمَا نُمْلِيْ لَهُمْ لِيَزْدَادُوْٓا اِثْمًا ۚ وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴿١٧٨﴾﴾ (آل عمران)

''کفار یہ ہرگز گمان نہ کریں کہ جو کچھ ہم انہیں ڈھیل دے رہے ہیں۔ وہ ان کے لیے خیر ہے۔ ہم تو انہیں اس لیے ڈھیل دے رہے ہیں کہ یہ گناہ کے اعتبار سے اور بڑھ جائیں' اور ان کے لیے رسوا کن عذاب ہے۔''

یہ ممکن ہے بلکہ اللہ کی حکمت اور منصوبے کے تحت ناگزیر ہے کہ کفار مال واولاد کے لحاظ سے بڑھے ہوئے ہوں۔ لیکن مال واولاد کی اس کثرت میں ان کے لیے اللہ کی طرف سے خیر کا پہلو قطعاً نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ ایسے ہٹ دھرم کفار کو جن سے ان کے کرتوتوں کی بنا پر توفیق ہدایت بھی چھین لی گئی ہے' دنیوی جاہ وجلال اور مال واولاد کے لحاظ سے بڑھاوا محض اس لیے دیتا ہے کہ وہ ان میں الجھے رہیں' فکرمندی' اضطراب اور بے چینی ان کا لازمۂ حیات بن جائے' اور اسی حال میں ان کی جانیں نکلیں تاکہ ہمیشگی کے عذاب کا مزہ چکھیں۔ ایسے کفار کی خوشحالی میں مصلحتِ خداوندی کارفرما ہے۔ آیت کریمہ ملاحظہ کیجیے:

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ ۭ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿٥٥﴾﴾ (التوبۃ)

''ان کے مال واولاد (کی کثرت) آپ کو حیرت زدہ نہ کریں۔ اللہ ربّ العزت تو چاہتا ہے کہ اس مال اور اولاد کے ذریعے انہیں دنیا کی زندگی میں عذاب دے' اور ان کی جانیں نکلیں اس حال میں کہ وہ کفر پر قائم رہیں۔''

دنیوی راحت وآسائش ایک عام کافر کے لیے بہرحال اللہ کی جانب سے نوازش نہیں ہوسکتی' کجا کہ وہ اپنے کفر وشرک اور عصیان وبغاوت کی زندگی پر مصر ہو اور ضد وہٹ دھرمی کے حصار میں رہتے ہوئے قولی اور عملی

دونوں طرح سے اللہ کے دین اور اس کے علمبرداروں کے خلاف نبرد آزما ہو۔ ایسے لوگوں کے بارے میں اللہ ربّ العزت کا فرمان ہے کہ دھیرے دھیرے وہ تباہی و بربادی کے گڑھے کی طرف لائے جارہے ہیں۔ مال واولاد اور دنیوی جاہ ومنصب تباہی و بربادی کا سامان ہیں۔ ان کی مہلت کے سلسلے میں اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی حکمت وتدبیر کو ایک جگہ ان الفاظ میں واضح فرماتا ہے:

﴿فَذَرۡنِیۡ وَمَنۡ یُّکَذِّبُ بِهٰذَا الۡحَدِیۡثِ ؕ سَنَسۡتَدۡرِجُهُمۡ مِّنۡ حَیۡثُ لَا یَعۡلَمُوۡنَ ﴿۴۴﴾ وَاُمۡلِیۡ لَهُمۡ ؕ اِنَّ کَیۡدِیۡ مَتِیۡنٌ ﴿۴۵﴾﴾ (القلم)

’’پس (اے نبی ﷺ!) آپ اس کلام کے جھٹلانے والوں کا معاملہ مجھ پر چھوڑ دیں۔ ہم ایسے طریقہ سے ان کو بتدریج تباہی کی طرف لے جائیں گے کہ ان کو خبر بھی نہ ہوگی۔ اور میں ان کی رسی دراز کر رہا ہوں‘ بلاشبہ میری تدبیر بڑی مضبوط ہے۔‘‘

اس دنیائے فانی میں ایک قسم کے تو وہ لوگ ہیں جو اللہ کی مرضی اور اس کے رسول ﷺ کے طریقہ کو حرزِ جاں بنا کر اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ اس حالت میں ان کو مال و دولت‘ اولاد و احفاد‘ منصب واقتدار اور عزت وشہرت کی شکل میں یہاں جو کچھ ملتا ہے وہ اللہ کی نوازش وکرم ہے۔ رحمٰن ورحیم خدا صراطِ مستقیم پر چلنے کے نتیجے میں اپنے انعام یافتہ بندوں کو نواز تا رہا ہے۔ ہاں اگر دولت وثروت‘ جاہ واقتدار اور شان وشوکت اللہ کے عادی مجرموں‘ نافرمانوں اور باغیوں کو ملتی رہی ہے تو اس میں ان کے لیے خیر کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ اللہ ایک مدت تک مہلت دیتا ہے‘ پھر وہ ایسے لوگوں سے اپنی ہدایت کی توفیق چھین لیتا ہے اور گناہوں میں ملوث ہونے کے مزید مواقع فراہم کرتا ہے تاکہ خود ان کے اعمال ان کی تباہی و بربادی کے لیے حجت وسند بن جائیں۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) اللہ ربّ العزت کی یہ صفات یکجا ملاحظہ فرمائیں‘ الحشر:۲۳۔

(۲) الرعد:۱۵‘ النحل:۴۹‘ الحج:۱

(۳) الحجرات:۱۸ (۴) البقرۃ:۲۸۴

(۵) الانعام:۱۸ (۶) الانعام:۱۴‘ فاطر:۱

(۷) المائدۃ:۱۷‘۱۸ (۸) یونس:۳

(۹) یونس:۱۰۷ (۱۰) یٰسین:۸۲

(۱۱) الانعام:۱۲‘۵۴ (۱۲) الانعام:۱۴۷

(۱۳) البقرۃ:۱۵ (۱۴) البقرۃ:۷

۞۞۞

میثاق‘ حکمت قرآن اور ندائے خلافت کے انٹرنیٹ ایڈیشن
تنظیم اسلامی کی ویب سائٹ www.tanzeem.org پر ملاحظہ کیجیے۔